بسم اللہ الرحمن الرحیم
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
﴿سبحان الذي أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام إلى
المسجد الأقصى الذي باركنا حوله لنريه من آياتنا۔۔۔﴾
پاک ہے وہ (اللہ) جس نے اپنے بندہ کو رات کے ایک حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔۔۔
ماہ رجب
اور
شب معراج
و
ماہ شعبان
اور
شب براءت

فہرست

صوفی، شافعی، اشعری امام، تقی الدین سبکی ت ۷۵۶ھ نے کہا کہ اسراء اور معراج کی رات متعین کرنے میں اختلاف ہے، لیکن میرے استاذ دمیاطی کے نزدیک ربیع الأول کا مہینہ راجح ہے، لیکن ماہ رجب میں جشن منانا اور اہل مصر کا ستائیسویں رجب کو جاگنا جہالت پر مبنی بدعت ہے۔

السیف المسلول علی من سب الرسول/۴۰۰۔

IBAD - UR - RAHMAN PUBLICATION

Regd. No. 451

Dhankota, Golconda Fort, Hyderabad.

ماہ رجب

اسلامی تعلیمات کے اعتبار سے مہینوں کی تعداد بارہ ہے'(۱) جن میں چار مہینے ذوالقعدہ' ذوالحجہ' محرم اور رجب بے انتہا ادب واحترام اور حرمت وعظمت والے ہیں' یوں تو ماہ رجب کے تقریباً ۱۸ نام ہیں' لیکن رجب کے مہینے کو بعض احادیث میں رجب مُضَر بھی کہا گیا ہے' کیونکہ قبیلہ مضر کے لوگ اس مہینے کو آگے پیچھے نہیں کیا کرتے تھے اور اس مہینے کی بہت زیادہ تعظیم کیا کرتے تھے۔

رجب کو رجب اس لیے کہا گیا کیونکہ زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ اس کی حرمت وعظمت کا خیال رکھا کرتے تھے۔(۲)

یہ مہینے حرمت وعظمت والے ہونے کی وجہ سے ان میں گناہ پر عذاب اور عمل صالح کا اجر وثواب دیگر مہینوں کے مقابلے میں زیادہ ہوجاتا ہے۔(۳)

ماہ رجب کی دعا

بعض لوگ ماہ رجب کی ابتدا میں مندرجہ ذیل دعا پڑھتے ہیں ﴿ اللّٰهم بارك لنا في رجب وشعبان وبلغنا رمضان ﴾ جب کہ یہ دعا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کی تمام اسانید میں زائدہ بن ابی الرُّقَاد ہے' جسے امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب شعب الإیمان ۳/۳۷۵' حدیث نمبر ۳۸۱۵/ میں امام بخاری رحمہ اللہ کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے' بِعَیْنِہ اسی سند میں زیاد بن عبداللہ النُّمیری بھی ضعیف راوی ہے' جب یہ روایت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے تو اس دعا کا ماہ رجب میں اہتمام نہیں کرنا چاہیے۔

ماہ رجب میں خصوصی طور پر نماز پڑھنا' روزے رکھنا' جانور ذبح کرنا' اور عمرے کرنا

امام ابن حجر رحمہ اللہ ت ۸۵۲ھ نے فرمایا کہ ماہ رجب کی فضیلت یا اس میں خصوصی طور پر روزہ رکھنے یا رات میں نماز پڑھنے کے بارے میں کوئی قابل حجت ایک صحیح روایت بھی نہیں ہے' اور اس بات کو مکمل یقین کے ساتھ مجھ سے پہلے امام ابو اسمعیل الہروی (الانصاری الخراسانی ت ۴۸۱ھ) نے بتلایا ہے۔(۴)

---

(۱) سورۃ التوبہ/۳۶۔

(۲) لطائف المعارف في ما لمواسم العام من الوظائف لابن رجب' وظيفة شهر رجب' ۱/۱۱۷۔

(۳) تفسیر طبری بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ بسند حسن۔ (۴) تبيين العجب بما ورد في شهر رجب/۱۱۔

بعض لوگ ماہ رجب میں خاص طور پر روزہ رکھنے کے لیے شُعَبُ الإیمان للبیھقی اور المعجم الکبیر للطبراني کی بعض روایات سے استدلال کرتے ہیں جب کہ قاعدے کے طور پر امام ابن قیم رحمہ اللہ ت ۷۵۱ھ نے فرمایا کہ ماہ رجب میں روزہ رکھنے یا رجب کی بعض راتوں میں نماز پڑھنے سے متعلق ہر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وضع کردہ جھوٹ ہے۔(۱)

امام ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ ت ۷۹۵ھ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ماہ رجب میں روزے کی فضیلت خصوصی طور پر ثابت نہیں ہے۔(۲)

خَرَشہ بن حُر الفزاری رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کو کھانے کے برتن میں ہاتھ رکھنے تک مارتے ہوئے دیکھا جو ماہ رجب میں بالخصوص روزہ رکھا کرتے تھے' اور فرمایا کہ اس مہینے کی (اس طرح سے) تعظیم زمانہ جاہلیت کے لوگ کیا کرتے تھے۔(۳)

بعض لوگوں نے سنن ابي داود وغیرہ میں مخنف بن سُلیم رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے پیش نظر ماہ رجب کے ابتدائی دس دنوں میں یا رجب کی دسویں تاریخ میں خصوصی طور پر جانور ذبح کرنے کو مستحب سمجھا ہے' جب کہ امام ابو داود رحمہ اللہ نے خود فرمایا کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔(۴) یعنی اب یہ حکم باقی نہیں رہا' کیونکہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کو برخواست کر دیا ہے۔(۵)

علاوہ ازیں مخنف رضی اللہ عنہ کی گزشتہ حدیث پر امام ابن کثیر رحمہ اللہ (سورۃ الحج/ ۳۷) جیسے بعض مفسرین' محدثین وفقہاء نے جرح بھی کی ہے' فرض کرلیں کہ یہ حدیث حسن ہے یعنی سنداً ثابت ہے جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ کا موقف ہے تب بھی بقول امام ابوداود صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے مطابق یہ حکم اب باقی نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

بعض لوگ خصوصی طور پر ماہ رجب میں عمرہ کو سنت سمجھتے ہیں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا ہے۔(۶)

---

(۱) المنار المنیف في الصحیح والضعیف ۱/۹۶۔ (۲) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر لمحمد عبد الرؤوف المناوي حدیث نمبر ۵۰۵۱۔ (۳) مصنف ابن أبی شیبة' کتاب الصیام' في صوم رجب وما جاء فیه' ۲/۳۴۵' اثر نمبر/ ۹۷۵۸ بسند صحیح۔ (۴) سنن أبي داود' کتاب الضحایا' باب ما جاء فی إیجاب الأضاحي' ۳/۹۳۳' حدیث نمبر ۲۷۸۸۔ (۵) صحیح البخاري' کتاب العقیقة' باب العتیرة' حدیث نمبر ۵۴۷۱۔ (۶) صحیح البخاری' أبواب العمرة' باب کم اعتمر النبي صلی اللہ علیہ وسلم بقول عائشہ رضی اللہ عنہا۔

معجزہ اِسراء اور معراج

رسول اللہ ﷺ کا مکہ سے بیت المقدس کا راتوں رات سفر اِسراء کہلاتا ہے' جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

﴿ سبحان الذي أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى الذي باركنا حوله لنريه من آياتنا--- ﴾

پاک ہے وہ (اللہ) جس نے اپنے بندہ کو رات کے ایک حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک سیر کرائی---

اور بیت المقدس سے عالم بالا (ساتوں آسمان) کی سیر معراج کہلاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ ابو طالب کی صاحبزادی ام ہانی فاختہ رضي الله عنها کے گھر میں اپنے گھر کی طرح آرام فرما تھے' جو شِعب (گھاٹی) ابی طالب کے پاس تھا' اس گھر کا چھت کھولا گیا جس سے جبریل علیہ السلام نازل ہوئے' اور سینہ چاک کیا' اور سینے کو آب زمزم سے دھو کر حکمت وایمان کو سینے میں ڈالا' پھر رسول اللہ ﷺ کو گھر سے مسجد حرام کی طرف لایا' جب کہ کچھ اونگھ باقی تھی تو مسجد حرام میں لیٹ گیے تھے' پھر جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد حرام کے دروازے پر لایا اور براق پر سوار کیا۔

بُراق گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ایک ایسا جانور ہے جو اپنا قدم اپنی نگاہ کے آخری مقام پر رکھتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ براق کے ذریعہ بیت المقدس تشریف لائے' اور اس جگہ براق کو باندھا جہاں انبیاء اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے' جب مسجد اقصی میں داخل ہوئے تو انبیاء کی امامت کرتے ہوئے دو رکعت نماز ادا کی' اور جبریل علیہ السلام کی جانب سے پیش کردہ دودھ' شہد اور شراب کے پیالوں میں سے دودھ کو چن کر گمراہی سے بچتے رہنے اور فطرت پر قائم رہنے کا اپنی امت کو سبق دیا۔

جب بیت المقدس سے آسمانِ دنیا کی طرف سفر شروع ہوا تو پہلے آسمان پر آدم علیہ السلام' دوسرے آسمان پر یحیی علیہ السلام وعیسی علیہ السلام' تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام' چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام' پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام' چھٹے آسمان پر موسی علیہ السلام' اور ساتویں آسمان پر ابراھیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی' ہر نبی نے رسول اللہ ﷺ کا استقبال کرتے ہوئے نبوت کا اقرار بھی کیا۔

جب سِدرۃ المُنتھی پر پہنچے تو اللہ تعالی سے بہت قریب ہوگیے' اسی دوران نمازیں فرض کی گئیں' رسول اللہ ﷺ کی موسی علیہ السلام سے مشاورت کے بعد اللہ تعالی کی جانب سے نمازوں کی تعداد میں تخفیف بھی

ہوئی۔

اسی صبح جب مکہ واپسی ہوئی اور لوگوں کو اس معجزے کی اطلاع ہوئی تو لوگ جھٹلانے لگے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلا تاخیر اس واقعہ کی تصدیق کی جس کی وجہ سے صدیق کہلائے۔

نوٹ : اسراء ومعراج کے واقعے کو تقریباً ۲۶/26 صحابہ کرام نے روایت کیا ہے جو بہت ہی تفصیل کے ساتھ صحیح بخاری وسیرت ابن ہشام کی طرح دیگر کتب حدیث وسیرت میں موجود ہے۔

اسراء اور معراج کے معجزے کی بعض حکمتیں

☆ جس طرح اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کو آسمان وزمین میں اپنی سلطنت کا نظام (۱)، اور موسی علیہ السلام کو بعض بڑی نشانیاں دکھلایا (۲)، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین وآسمان میں موجود اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھلانا چاہا (۳)۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دعوے کو سچ کر کے دکھلانا اور حق کو غالب کرنا، کیونکہ کفار ومشرکین نے بطور امتحان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے اوصاف پوچھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل ٹھیک ٹھیک بیان فرمایا، اور ملک شام سے آنے والے قافلے کے متعلق مکمل تفصیلات بھی بتلائی، جب کہ اس واقعہ سے پہلے کبھی بیت المقدس کا سفر ہی نہیں کیا تھا۔

☆ اس معجزے کے ذریعے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت افزائی کرنا۔

☆ کفار ومشرکین کی جانب سے ملنے والی مسلسل تکلیفوں کے غم کو مکہ سے بیت المقدس اور بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں کی سیر کے ذریعے کم کرنا اور تسلی دینا۔

اسراء اور معراج کے معجزے کی کیفیت

بعض لوگوں نے کہا کہ اسراء اور معراج کا واقعہ نیند کی حالت میں پیش آیا، جب کہ یہ بات درحقیقت باطل بلکہ کفر ہے۔

بعض اہل علم نے کہا کہ اسراء اور معراج کا واقعہ جسم کے بغیر صرف روح کے ساتھ پیش آیا۔

جب کہ حق اور حقیقت یہ ہے کہ اسراء اور معراج کا واقعہ بیداری کی حالت میں جسم اور روح کے ساتھ پیش آیا، کیونکہ :

---

(۱) سورۃ الأنعام/۷۵۔ (۲) سورہ طہٰ/۲۳۔ (۳) سورہ بنی إسرائیل/۱۔

☆ اگر اسراء ومعراج صرف روحانی طور پر ہوتو یہ نہ ہی معجزہ ہوتا اور نہ ہی نبوت کی دلیل بنتی۔

☆ اگر اسراء ومعراج صرف روحانی طور پر ہوتو مشرکین مکہ اس کی حقیقت کا انکار ہی نہیں کرتے تھے۔

☆ اللہ تعالی نے ﴿ سبحان الذي أسرى بعبده ﴾ فرمایا ﴿ بروح عبده ﴾ نہیں فرمایا' اور عَبْد جسم اور روح دونوں کے مجموعے کا نام ہے' اور اللہ تعالی کی استعمال کردہ تعبیر'وواضح فرمان سے تجاوز کرنا بالکل جائز نہیں ہے۔

☆ مسجد حرام سے مسجد اقصی تک براق نامی سواری استعمال ہوئی جس کے متعلق یہ معروف ہے کہ وہ روحوں کو نہیں بلکہ جسموں کو اپنے اوپر سوار کرتی ہے۔

☆ اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے عالم بالا پر جانے کے متعلق شک کرنے لگے' تو یہ باطل اعتقاد کبھی نزول ملائکہ کے انکار کی وجہ بھی بن سکتا ہے' جو بہر صورت نبوت کے انکار کی ایک شکل ہے۔

اسراء اور معراج کا سال' مہینہ' اور دن

واقعہ اسراء اور معراج کے سال کی تعیین میں سیرت نگار اہل علم کے مختلف اقوال ہیں' جن میں ١١ پیش خدمت ہیں :

☆ بعثت سے پہلے
☆ نبوت کے سال
☆ نبوت کے پانچ سال بعد
☆ نبوت کے بارہ سال بعد
☆ ہجرت سے ایک سال پہلے
☆ ہجرت سے ایک سال دو مہینے پہلے
☆ ہجرت سے ایک سال تین مہینے پہلے
☆ ہجرت سے ایک سال چار مہینے پہلے
☆ ہجرت سے ایک سال پانچ مہینے پہلے
☆ ہجرت سے تین سال پہلے
☆ ہجرت سے پانچ سال پہلے

واقعہ اسراء اور معراج کے مہینہ کی تعیین میں سیرت نگار اہل علم کے مختلف اقوال ہیں' جن میں ٩ پیش خدمت ہیں :

☆ ہجرت سے چھ مہینے پہلے
☆ ہجرت سے نو مہینے پہلے
☆ محرم
☆ ربیع الأول
☆ ربیع الآخر
☆ رجب

☆ رمضان ☆ شوال

☆ ذوالقعدہ

جب واقعہ اسراء ومعراج کے سال ومہینہ کی تعیین میں اس قدر شدید اختلاف ہے تو دن متعین کرنے میں تو لازمی طور پر بدرجہ اولی اختلاف ہوجائے گا۔

اس اختلاف کی مزید تفصیل کے لیے تفسیر قرطبی، صحیح بخاری کی شرح فتح الباری (باب المعراج)، امام ابن قیم رحمہ اللہ کی کتاب زادالمعاذ اور دیگر کتب تفسیر وسیرت ملاحظہ فرمائیں۔

واقعہ اسراء ومعراج کے سال، مہینہ اور دن کی تعیین میں اس قدر شدید اختلاف اس بات کی سب سے واضح دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسے ائمہ عظام وغیرہ کسی نے بھی اسراء ومعراج کی مناسبت پر خصوصی جشن یا مخصوص عبادت کا اہتمام نہیں کیا، اگر یہ تمام بزرگان اس مناسبت پر عبادت یا جشن کا خصوصی اہتمام کرتے تو سال اور مہینے کی تعیین میں بالکل اختلاف ہی نہیں ہوتا تھا جس طرح دن اور رات میں پانچ نمازوں کی فرضیت میں کسی مسلمان کو اختلاف نہیں ہے، کیونکہ دور نبوت سے آج تک ان پر عمل ہوتا چلا آرہا ہے۔

اسراء اور معراج کا معجزہ ماہ رجب میں پیش نہیں آیا

اسراء ومعراج کا سال، مہینہ اور دن متعین کرنے میں واقع شدید اختلاف سے یہ اندازہ ہوگیا ہوگا کہ اسراء اور معراج کی تاریخ کی تعیین کس قدر مشکل کام ہے، لہذا کوئی بھی شخص بالکل یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا ہے کہ اسراء ومعراج صرف ماہ رجب ہی میں پیش آیا ہے، اس سلسلے میں محدثین ومؤرخین اور علماء وفقہاء کے چند اقوال پیش خدمت ہیں:

تیسری صدی ہجری کے ممتاز محدث، امام احمد کے شاگرد امام **ابواسحٰق ابراہیم الحربی البغدادی** رحمہ اللہ ت ۲۸۵ھ نے کہا کہ اسراء ومعراج کا معجزہ **۲۷/ ربیع الأول** کو پیش آیا۔(۱) اور اس قول سے امام ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب تبیین العجب میں اتفاق کیا ہے، اور امام ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بھی فتاوی نور علی الدرب میں اس کی تائید کی ہے۔

محدث ومؤرخ امام ابوالخطاب عمر بن حسن ابن دحیہ الاندلسی الکلبی رحمہ اللہ ت ۶۳۳ھ نے فرمایا کہ بعض قصہ گو افراد نے ذکر کیا کہ اسراء ومعراج کا واقعہ ماہ رجب میں پیش آیا، جب کہ یہ بات جرح وتعدیل کے علماء کے نزدیک **بالکل جھوٹ** ہے۔(۲)

(۱) الباعث علی إنکار البدع والحوادث لأبي شامة، فصل فی الرد علی من اعتقد في صلاة الرغائب۔ (۲) أداء ما وجب من بیان وضع الوضاعین فی رجب/۵۳-۵۴۔

عقیدہ کے امام ابوشامہ عبدالرحمٰن دمشقی شافعی رحمہ اللہ ت ۶۶۵ھ نے کہا کہ قصے بیان کرنے والے بعض افراد نے کہا کہ اسراء ومعراج کا واقعہ ماہ رجب میں پیش آیا' جب کہ یہ بات جرح وتعدیل کے علماء کے پاس سراسر جھوٹ ہے۔(۱)

امام علی بن العطار الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ ت ۷۲۴ھ نے فرمایا کہ بعض لوگوں نے کہا کہ اسراء ومعراج کا معجزہ ماہ رجب میں واقع ہوا جب کہ یہ بات ثابت نہیں ہے۔(۲)

صوفی' شافعی' اشعری امام' تقی الدین سبکی ت ۷۵۶ھ نے کہا کہ اسراء اور معراج کی رات متعین کرنے میں اختلاف ہے' لیکن میرے استاذ دمیاطی کے نزدیک ربیع الأول کا مہینہ راجح ہے' لیکن ماہ رجب میں جشن منانا اور اہل مصر کا ستائیسویں رجب کو جاگنا جہالت پر مبنی بدعت ہے۔(۳)

امام محمد حطاب رُعینی مالکی طرابلسی مغربی ت ۹۵۴ھ نے کہا :

واختلف في وقت المعراج' والصحيح أنه في ربيع الأول (۴)

معراج کے وقت میں اختلاف واقع ہوا' جب کہ صحیح بات یہ معجزہ ربیع الأول میں پیش آیا ہے۔

عقیدہ' حدیث' فقہ' اور تاریخ وغیرہ میں مہارت رکھنے والے دنیا بھر کے مختلف علماء کے صرف بعض اقوال سے معلوم ہوا کہ معراج کا واقعہ ماہ رجب میں پیش نہیں آیا ہے' جب یہ واقعہ ماہ رجب میں پیش نہیں آیا ہے تو اس کی ۲۷/ تاریخ کی شب کو عبادات کا اہتمام کرنا اور مساجد کو ضرورت سے زیادہ روشن کرنا وغیرہ کام کیسے درست ہو سکتے ہیں؟ جب کہ یہ تمام کام فی نفسہ بدعات ہیں' خواہ معراج رجب میں پیش آئے یا کسی اور مہینے میں۔

اسراء ومعراج اور بعض شرعی خلاف ورزیاں

اسراء ومعراج کی مناسبت پر کسی ایک ایسی رات کو خاص کر لینا جس کی تخصیص کی اور جس میں عبادت کی شرعی دلیل نہ ہو ایسا کام شریعت کی نظر میں بدعت ہے' اور بدعت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

☆ (دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے' اور (بلا کسی تفریق بدعت حسنہ وسیئہ) ہر بدعت گمراہی ہے' اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔(۵)

---

(۱) الباعث على إنكار البدع والحوادث ' فصل فى الرد على من اعتقد في صلاة الرغائب ۔

(۲) حكم صوم رجب وشعبان/۴۳۔ (۳) السيف المسلول على من سب الرسول/۴۰۰۔

(۴) مواهب الجليل لشرح مختصر الخليل ' كتاب الصلاة ' باب مواقيت الصلاة' ۲/۶۔

(۵) صحیح مسلم بروایت جابر رضی اللہ عنہ

☆ جو کوئی ہمارے اس دین میں نیا کام ایجاد کرے جس کا دین سے کوئی تعلق نہ ہو تو (قابل قبول نہیں بلکہ قابل) رد ہے۔(۱)

☆ جو کوئی ہماری شریعت وسنت کے مخالف عمل کرے تو وہ عمل (اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں بلکہ) مردود ہے۔(۲)

☆ لوگ بدعت کو حسنہ سمجھنے لگیں تب بھی ہر بدعت گمراہی ہے۔(۳)

بعض لوگ شب معراج کے موقع پر رات بھر جاگنے کے بعد فجر کی نماز سے فارغ ہو کر کھڑے ہوتے ہیں اور اجتماعی شکل میں سلام پڑھتے ہیں' جب کہ صحابہ کرام' ائمہ عظام جیسے سلف صالحین سے کسی بھی موقع پر اجتماعی شکل میں سلام کی صورت ثابت نہیں ہے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنے لیے صحابہ کے کھڑے رہنے کو ناپسند کیا کرتے تھے۔(۴)

شب معراج کے موقع پر اہتمام کے ساتھ زائد روشنی کی جاتی ہے' جب کہ شریعت اسلامیہ میں کوئی بھی ایسی دینی مناسبت نہیں جس میں کبھی رسول اللہ ﷺ یا خلفاء وصحابہ نے معمول سے زائد روشنی کی ہو' کیونکہ دینی موقعوں پر گھروں' محلوں اور مساجد وغیرہ میں زائد روشنی کرنا اللہ کے بندوں اور نبی ﷺ کی امت کی علامت نہیں بلکہ آگ کے پجاری مجوسیوں کی شناخت ومنصوبہ بندی ہے کہ مسلمانوں کے رکوع وسجود غیر شعوری طور پر آگ کے لیے ہوں' فقہ حنفی کے مشہور ومعروف محدث' فقیہ اور محقق عالم نے کہا ﴿أول حدوث الوقيد من البرامكة ' وكانوا عبدة النار' فلما أسلموا أدخلوا في الإسلام ما يموهون أنه من سنن الدين ' ومقصودهم عبادة النيران حيث ركعوا وسجدوا مع المسلمين إلى النيران ' ولم يأت في الشرع استحباب زيادة الوقيد على الحاجة في موضع ---﴾ (۵)

---

(۱) صحیح بخاری وصحیح مسلم بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا (۲) صحیح مسلم بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا (۳) المدخل إلى السنن الكبرى للبيهقي باب من له الفتوى والحكم ' والسنة لمحمد بن نصر المروزي رقم الأثر ٦٧ ' والإبانة عن شريعة الفرقة الناجية ومجانبة الفرق المذمومة لابن بطة العكبري' باب ما أمر به من التمسك بالسنة والجماعة والأخذ بها وفضل من لزمها ' و شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي' سياق ما روي عن النبي ﷺ في الحث على التمسك بالكتاب والسنة وعن الصحابة والتابعين ومن بعدهم والخالفين لهم من علماء الأمة رضي الله عنهم أجمعين 'و علم أصول البدعة لعلي الحلبي الأثري وغیرہ بقول ابن عمر رضی اللہ عنہما بسند صحیح۔(۴) جامع الترمذي' كتاب الأدب' باب كراهية قيام الرجل للرجل' بروایت انس رضی اللہ عنہ بسند صحیح۔(۵) مرقاة المصابيح شرح مشكاة المصابيح' كتاب الصلاة ' باب قيام شهر رمضان' بقول امام ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔

نصف شعبان کی شب (شب براءت) کی بدعتوں کے تعلق سے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ (دینی مناسبات پر ضرورت سے زائد) روشنی (کے استعمال) کی ابتدا بَرَامِکَہ کی جانب سے ہوئی، حالانکہ وہ آگ کے پجاری تھے، جب اسلام قبول کیے تو اسلام میں ایسے کام داخل کر دیے جن کے ذریعے دھوکہ دینے لگے یہ کام اسلامی کام ہیں، حالانکہ ان کا مقصد آگ کی عبادت تھی، مسلمانوں کے ساتھ ان کے رکوع وسجود آگ کے لیے ہوں، جب کہ شریعت نے کسی بھی موقع پر ضرورت سے زیادہ روشنی کو پسند نہیں کیا ہے۔

امام مُلّا علی قاری حنفی ہروی (خراسانی) مکی رحمۃ اللہ علیہ ت ۱۰۱۴ھ نے مزید فرمایا:

وأما اتخاذ تلك الليلة مجتمعة، وزيادة الوقيد فيها وفي أمثالها، فلا شك أنها بدعة سيئة، وفعلة منكرة لما فيها من إسراف الأموال والتشبه بعبدة النار في إظهار الأحوال۔(۱)

اس بات میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ، اس رات (ماہ رجب کے پہلے جمعے کی رات) یا ان جیسی راتوں (شب معراج وشب براءت) میں زیادہ روشنی کا اہتمام کرنا، بری بدعت اور گناہ کا کام ہے، کیونکہ اس میں مالوں میں اسراف کرنا، اور اپنی حالتوں کے اظہار میں آگ کے پجاریوں سے مشابہت اختیار کرنا ہے۔

واضح رہے کہ قدیم زمانے میں مساجد کی تزئین کے لیے مشعل وچراغوں کا استعمال ہوا کرتا تھا جو موجودہ زمانے میں قمقموں (Bulbs) کی شکل اختیار کیے ہوئے ہیں، تو حنفی امام کے قول کے مطابق روشنی کے لیے خواہ آگ کا کثرت سے استعمال ہو یا (Bulbs) کا دونوں شکلوں میں آگ کے پجاریوں سے مشابہت ہے۔

ستائیسویں رجب کی رات عمل، یا ایک مخصوص طریقے سے بارہ رکعات نماز کی ادائیگی، پھر تسبیح واستغفار، درود ودعا، اور روزہ رکھنے سے متعلق شعب الإیمان للبیہقی کی روایت کے بارے میں ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ روایت بہت ضعیف ہے۔(۲)

ابن الحاج المالکی ت ۷۳۷ھ نے شب معراج عبادات کو بدعت قرار دیا ہے۔(۳)

شب معراج کے موقع پر بعض لوگ راتوں میں جلسوں کا اہتمام کرتے ہیں لیکن فجر کی فرض نماز سے غفلت برتتے ہیں، جب کہ اللہ تعالی نے نمازوں کو بروقت فرض کیا ہے جیسا کہ فرمان الہی ہے ﴿ إِنَّ الصَّلاَةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَاباً موقُوتاً ﴾ (۴) اور اللہ عزوجل کو فرائض سے بڑھ کر تقرب اور ثواب حاصل کرنے کی کوئی شے محبوب نہیں ہے، لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ﴿ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ --- ﴾ (۵)

---

(۱) الأدب في رجب/۴۶۔ (۲) الأدب في رجب/ ۴۸۔ (۳) المدخل/۱/۲۹۴۔

(۴) سورۃ النساء/۱۰۳۔ (۵) صحیح البخاري، کتاب الرقاق، باب التواضع، بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

شب معراج کے موقع پر راستے روک کر جلسے منائے جاتے ہیں، شریف النفس، پڑھے لکھے، مصروف، وقت کے پابند، روزگار سے جڑے محنتی حضرات، چھوٹے بچوں، عمر رسیدہ بزرگوں، اور کمزور دل کے مریضوں کے لیے تکلیف دہ بلند آواز کے ساتھ موسیقی و فلمی نغموں کے طرز پر غیر متشرع بے ریش (داڑھی منڈے) تالیاں بجانے والے افراد کی قوالیاں لگائی جاتی ہیں، شب معراج کو عبادت کی رات سمجھنے کے باوجود دکانوں، مکانوں، سواریوں کو اور **Light** کے **Bulbs** وغیرہ کو نقصان پہنچایا جاتا ہے، اور **اللہ کی شریعت** کی مخالفت کے ساتھ ساتھ **ہندوستانی قانون** کی خلاف ورزی کرتے ہوئے **Two Wheeler** پر برق رفتاری کے ساتھ دو سے زائد افراد سوار ہو کر اپنے آپ کو بھی تکلیف دیتے ہیں اور دوسروں کو بھی تکلیف دیتے ہیں، جب کہ رحمٰن و رحیم بلکہ ارحم الراحمین رب کی جانب سے مبعوث رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، ﴿المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده ---﴾(۱) کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی جانب منسوب بے بنیاد واقعات کو دلیل بناتے ہوئے ۲۲/ رجب کو کنڈے بھرنا درحقیقت **غیر سنّی** کام ہے جو دراصل معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ کرام سے عداوت ہے جن کی وفات حسرت آیات اس روز ہوئی۔

اسراء اور معراج کے معجزے سے عقیدہ کے بعض سبق

رسولوں پر ایمان

دین اسلام کے پانچ ارکان، ایمان کے چھ ارکان، اور احسان کا نام ہے(۲)، اور ایمان کے چھ ارکان میں انبیاء اور رسولوں پر ایمان لانا بھی داخل ہے، اور انبیاء و رسولوں پر ایمان لانے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا لازم ہے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کو تسلیم کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو ماننا بھی ہے جن میں اسراء اور معراج کا معجزہ شامل ہے۔

گزشتہ تفصیل کے مطابق اسراء اور معراج کے واقعہ کا تعلق دین سے ہے، لہذا اگر کسی نے اسراء و معراج کے معجزہ کا انکار کیا تو گویا اس نے نعوذ باللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا انکار کیا، اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا انکار کیا وہ بے ایمان و بے دین، اور گمراہ ہو گیا (۳)۔

---

(۱) صحیح مسلم بروایت جابر رضی اللہ عنہ۔ (۲) صحیح مسلم بروایت عمر رضی اللہ عنہ۔ (۳) سورۃ النساء/ ۱۳۶۔

اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی (قائم) ہے

اسراء ومعراج کے معجزہ کو دین ثابت کرنے کے بعد یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ - نعوذ باللہ - ہر جگہ اور ہر چیز میں نہیں بلکہ عرش پر مستوی ہے' کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ ہر جگہ اور ہر چیز میں ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور نمازوں کی فرضیت وغیرہ کے لیے بیت المقدس تک براق کے ذریعے' جبریل علیہ السلام کے ساتھ ساتوں آسمان کی سیر کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔

اس مسئلہ کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل بعض دلائل سے ہوتی ہے :

☆ (اللہ) رحمٰن عرش پر مستوی ہے (۱)۔

☆ فرشتے اور روح (جبریل علیہ السلام) اس (اللہ) کی طرف اوپر جاتے ہیں(۲)۔

☆ آدمی اللہ کی جانب اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھاتا ہے تو اللہ کو اس بات سے حیا آتی ہے کہ ان ہاتھوں کو خالی لوٹا دے(۳)۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکی سے پوچھا کہ اللہ کہاں ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ آسمان کی بلندیوں پر ہے' پھر پوچھا کہ میں کون ہوں؟ تو کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں' اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسے آزاد کردو کیونکہ یہ مؤمن ہے(۴)۔

تو گویا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو مان کر اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کا عقیدہ رکھنا ایمان ہے اور اللہ کے ہر جگہ بلکہ ہر چیز میں ہونے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

☆ خلیفۃ المسلمین امیر المؤمنین ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً وفات پاچکے ہیں' اور جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ آسمان کی بلندیوں پر زندہ ہے جسے موت نہیں آتی ہے (۵)۔

☆ ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بقیہ ازواج مطہرات سے یہ کہتے ہوئے اپنے آپ پر فخر کیا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارے رشتہ داروں نے کروایا' لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمان کی بلندیوں سے کروایا ہے(۶)۔

سابقہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ قرآن وحدیث اور خلفاء راشدین وامہات المؤمنین کا یہ موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ اور ہر چیز میں نہیں بلکہ بلندیوں میں عرش پر مستوی ہے' لیکن اللہ کا علم اور اس کی قدرت ہر جگہ ہے۔

---

(۱) سورہ طٰہٰ/۵۔(۲) سورۃ المعارج/۴صحیح(۳) جامع الترمذی بروایت سلمان رضی اللہ عنہ بسند صحیح۔(۴) سنن ابی داود بروایت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ بسند صحیح۔(۵) التاریخ الکبیر للإمام بخاری بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما بسند صحیح۔(۶) صحیح بخاری وصحیح مسلم بروایت انس رضی اللہ عنہ۔

دیدار الٰہی

بعض لوگوں نے قیامت کے دن یا جنت میں رؤیت باری تعالیٰ کا سراسر انکار کیا، جب کہ قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے متعلق متعدد دلائل موجود ہیں :

☆ اس روز (یعنی قیامت کے دن) بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے، جو اپنے رب ہی کو دیکھ رہے ہوں گے (۱)۔

☆ بعض صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے ؟ تو فرمایا کہ جس طرح بادل کے بغیر سورج کو دیکھنے میں تکلیف نہیں ہوتی ہے اور جس طرح بغیر ابر چودھویں کے چاند کو دیکھنے میں تکلیف نہیں ہوتی ہے بالکل اسی طرح بآسانی قیامت کے دن تم اپنے رب کو دیکھو گے (۲) ۔

بعض لوگوں نے معراج کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ کے دیدار کو ثابت کیا ہے، جب کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جس نے تمہیں یہ بات بتلائی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے وہ یقیناً بہت بڑا جھوٹا ہے (۳) ۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو فرمایا کہ نور ہے میں کیسے اپنے رب کو دیکھ سکتا ہوں؟ (۴) (یعنی میں اس نور کو دیکھا ہوں جو میرے اور میرے رب کے درمیان حائل تھا)

سابقہ دلائل سے یہ معلوم ہوا کہ دنیوی آنکھوں سے بیداری کے عالم میں کسی نے بھی اللہ کا دیدار نہیں کیا، ہاں قیام اللیل کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونگھ آئی، جو گہری نیند میں تبدیل ہوگئی، تو بحالت نیند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا۔۔۔ (۵)

سورہ نجم کی ابتدائی آیتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ سے قربت نہیں بلکہ جبریل علیہ السلام سے قربت ہے جیسا آیات کے سیاق سے صاف واضح ہے، اور صحابہ میں ابوہریرہ، عائشہ، ابن مسعود، اور ابوذر رضی اللہ عنہم اجمعین کا بھی یہی ماننا ہے، مزید تفصیل کے لیے تفسیر ابن کثیر ملاحظہ فرمائیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں

اللہ تعالیٰ نے مکہ سے بیت المقدس کے سفر سے متعلق فرمایا :

پاک ہے وہ (اللہ) جس نے اپنے بندہ کو رات کے ایک حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک سیر

---

(۱) سورۃ القیامہ/۲۲-۲۳۔ (۲) صحیح بخاری وصحیح مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ (۳) صحیح بخاری وصحیح مسلم بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا ۔ (۱) صحیح مسلم بروایت ابوذر رضی اللہ عنہ ۔ (۲) جامع الترمذی بروایت معاذ رضی اللہ عنہ بسند صحیح۔

کرائی۔۔۔(۱)

اللہ تعالی نے اپنے نور کے بجائے اپنے بندے کی تعبیر استعمال کی' محمد ﷺ اورزکریا علیہ السلام جیسے انبیاء کے لیے قرآن میں کئی مقامات پر اپنے بندہ کی تعبیر ہمیں ملتی ہیں' نورانی مخلوق فرشتوں کے بجائے جب انسان کے لیے بندہ کی تعبیر استعمال ہو تو لغت وشریعت دونوں کی روکی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ بندہ سرتاپا حسّی طور پر نورانی وافسانوی مخلوق نہیں بلکہ بشر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے بشر ہونے پر شریعت میں بے شمار دلائل ہیں' جن میں سے بعض یہ ہیں :

☆ (اے نبی!) آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک بشر ہوں۔۔۔(۲)

☆ (اے نبی!) آپ کہہ دیجیے کہ میرا پروردگار پاک ہے' میں تو صرف ایک بشر ہی ہوں جو رسول بنایا گیا ہوں(۳)۔

☆ میں تم جیسا ایک بشر ہوں۔۔۔(۴)

اللہ ہی پر توکُّل اوراس کا صحیح مفہوم

مکہ سے بیت المقدس کا براق نامی سواری کے ذریعہ سفر' مسجد اقصی کے حلقہ سے براق کو باندھ کر رکھنا' آسمان کے دروازے بند رکھنا' آسمانی دروازوں پر نگران فرشتوں کو مقرر کرنا' اور آسمانی دروازہ کھولنے کے لیے کہنا' وغیرہ یہ تمام کام اس بات کی دلیل ہے کہ ہر ممکن جائز سبب اختیار کرنا تقدیر پر ایمان اور اللہ پر توکل کے خلاف نہیں' لہذا کسی مصلحت کے لیے یا نقصان سے بچنے کے لیے پہلے جائز اسباب اختیار کرنا چاہیئے' پھر اسباب پر اعتماد کرنے کے بجاے اپنے معاملات مسبّب الاسباب اللہ تعالی کے حوالہ کرنا چاہیے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے اللہ ہی پر توکل کو اللہ پر ایمان اور اسلام کے درمیان ذکر کیا ہے' (۵) کیونکہ حقیقی اور کامل اہل ایمان (کسی نبی' صحابی' ولی' عامل' مرشد' درگاہ' تعویذ' دھاگے' اور کڑے وغیرہ پر بھروسہ نہیں کرتے ہیں بلکہ) صرف اور صرف اللہ ہی پر اعتماد کرتے ہیں (۶)۔

گھر سے نکلتے وقت صرف اللہ پر توکل کرنے کی وجہ سے شیطان سے محفوظ رہ سکتے ہیں'(۷) بلکہ اگر ہمیشہ صرف اللہ ہی پر توکل ہو تو بغیر حساب وکتاب جنت میں داخلہ ممکن ہے'(۸) اور اللہ تعالی کی محبت بھی حاصل ہوسکتی ہے (۹)۔

---

(۱) سورہ بنی اسرائیل/۱۔(۲) سورۃ الکھف/۱۱۰۔(۳) سورہ بنی اسرائیل/۹۳۔(۴) صحیح بخاری' کتاب الصلاۃ 'باب التوجہ نحو القبلة حیث کان' بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔(۵) سورہ یونس/۸۴(۶) سورۃ الأنفال/۲(۷) سنن ابی داود بروایت انس رضی اللہ عنہ بسند صحیح۔(۸) صحیح بخاری بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما۔
(۹) سورہ آل عمران/۱۵۹۔

ماہ شعبان کی اہمیت وفضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : إن عدة الشهور عند اللّٰه اثنا عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السموت والأرض۔۔۔الأية۔(۱)

جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اورزمین کو پیدا کیا ہے اس دن سے اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔

ان بارہ مہینوں میں آٹھواں مہینہ شعبان ہے' جس کے متعلق انس رضی اللہ عنہ **نے فرمایا :** كان أحب الصوم إليه في شعبان ۔ (۲)

(عمومی طور پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **کو ماہ شعبان میں روزے رکھنا بہت پسند تھا۔**

عائشہ رضی اللہ عنہا **نے فرمایا :** ما رأيته في شهر أكثر صياما منه في شعبان۔ (۳)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **کوشعبان کے مہینے میں جس قدر کثرت سے روزے رکھتے ہوے دیکھا اس قدر کثرت سے کسی اور مہینہ میں (نفل) روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔**

عائشہ رضی اللہ عنہا **نے فرمایا :** بل كان يصومه كله'(۱) ثم يصله برمضان۔(۲)

بلکہ (کبھی) مکمل مہینہ روزے رکھا کرتے تھے' پھر شعبان کے روزوں کو رمضان کے روزوں سے جوڑ دیتے تھے۔

گزشتہ مضمون سے بظاہر مسند احمد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ **سے مروی صحیح حدیث ٹکراتی ہے کہ رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم **نے فرمایا :** إذا انتصف شعبان فلا تصوموا حتى يكون رمضان ۔

جب شعبان کا مہینہ آدھا گزر جائے تو تم رمضان تک روزے مت رکھو۔

اس ظاہری اختلاف کو دور کرنے کے لیے علماء نے کہا کہ بکثرت نفل روزے رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **کا معمول تھا اسی لیے رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم **نصف (آدھا) شعبان کے بعد بھی روزوں کا اہتمام کیے' لہذا جو شخص نفل روزوں کا عادی نہ ہو اسے نصف شعبان کے بعد روزے نہیں رکھنا چاہیے۔(۳)**

---

(۱) سورۃ التوبۃ/۳۶۔ (۲) مسند احمد بسند حسن لغیرہ۔ (۳) صحیح بخاری وصحیح مسلم۔

(۱) جامع الترمذی بسند صحیح۔ (۲) سنن ابی داود بسند صحیح۔ (۳) فتح الباری شرح صحیح البخاري بقول ابن حجر رحمہ اللہ والمنهاج شرح صحیح مسلم بقول امام نووی رحمہ اللہ ۔

ماہ شعبان میں روزوں کی حکمت

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا :

یا رسول الله ! لم أرك تصوم من شهر من الشهور ما تصوم من شعبان ؟ قال ذاك شهر يغفل الناس عنه بين رجب ورمضان ، وهو شهر ترفع فيه الأعمال إلى رب العالمين ، وأحب أن يرفع عملي وأنا صائم ۔(۱)

اے اللہ کے رسول ﷺ ! آپ جس قدر کثرت سے اہتمام کے ساتھ ماہ شعبان میں روزے رکھتے ہیں اس قدر کسی اور مہینہ میں میں نے آپ کو روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا ؟

رجب و رمضان کے اس درمیانی مہینہ (شعبان) سے لوگ غفلت برتتے ہیں، جب کہ اس مہینہ میں اللہ رب العالمین کے حضور اعمال و عبادات پیش کیے جاتے ہیں، تو میری خواہش ہے کہ میرا عمل روزہ کی حالت میں اللہ کے حضور پیش ہو۔

نصف شعبان کی شب اللہ کی مغفرت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

إن الله ليطلع في ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه إلا لمشرك أو مشاحن۔

یقیناً اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی شب (اپنی مخلوقات پر) نظر (کرم) فرماتے ہیں، پھر شرک کرنے والے یا کینہ، دشمنی، اور بغض و عداوت رکھنے والے کے علاوہ تمام مخلوقات کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

اس حدیث کو صحابہ میں ابوبکر، ابوہریرہ، ابوموسیٰ، ابوثعلبہ، عبداللہ بن عمرو، عوف بن مالک، معاذ، اور عائشہ رضي الله عنهم أجمعين **نے روایت کیا ہے، جو مسند احمد** مسند المكثرين من الصحابة **مسند عبداللہ بن عمرو** رضی اللہ عنہما **ج/۲ ص/۱۷۶ ح/۶۶۴۲ طبعہ مؤسسۃ القرطبۃ القاہرۃ، سنن ابن ماجہ** كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان، **صحیح ابن حبان** كتاب الحظر والإباحة، باب ما جاء في التباغض والتحاسد والتدابر والتشاجر والتهاجر بين المسلمين، ذكر مغفرة الله جل وعلا في ليلة النصف من شعبان لمن شاء من خلقه إلا من أشرك به أو من كان بينه وبين أخيه شحناء، البحر الزخار مسند البزار مسند أبي بكر، ماروى محمد بن أبي بكر عن أبيه أبي بكر، المعجم الأوسط للطبراني **ج/۷ ص/۳۶**

---

(۱) **سنن النسائی،** كتاب الصيام، صوم النبي ﷺ بأبي هو وأمي وذكر اختلاف الناقلين للخبر في ذلك۔

ح/٦٧٧٦ طبعہ دار الحرمین القاہرۃ سن طباعت ۱۴۱۵ھ میں موجود ہے۔

امام عبدالرحمٰن بن احمد بن رجب الحنبلی ت ۷۹۵ھ نے اپنی کتاب لطائف المعارف في ما لمواسم العام من الوظائف ' وظائف شهرشعبان ' المجلس الثاني في نصف شعبان ' ج/۱ ص/۱۳۷ طبعہ دار ابن حزم سن طباعت ۱۴۲۴ھ میں سنن ابن ماجہ میں ابوموسی رضي الله عنه ' مسند احمد میں عبداللہ بن عمرو رضي الله عنهما ' اور صحیح ابن حبان میں معاذ رضي الله عنه سے مروی احادیث ذکر کرنے بعد کہا : وفي الباب أحاديث أخر فيها ضعف۔

یعنی اس معنی کو ادا کرنے والی بعض احادیث ہیں جن میں ضعف پایا جاتا ہے۔

امام دارقطنی ت ۳۸۵ھ نے اپنی کتاب العلل الواردة في الأحاديث النبوية طبعہ دار طیبہ سن طباعت ۱۴۰۵ھ شارع عسیر الریاض ' مسند ابی طلحۃ میں ابوثعلبہ رضي الله عنه سے مروی حدیث کو مضطرب اور غیر ثابت قرار دیا ہے ' اسی طرح معاذ رضي الله عنه سے مروی حدیث کو بھی غیر ثابت قرار دیا ہے۔

امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی ت ۳۲۷ھ نے اپنی کتاب علل الحديث ' علل أخبار رويت في ثواب الأعمال میں معاذ رضي الله عنه سے مروی حدیث کو مُنکَر (ضعیف) قرار دیا ہے۔

مذکورہ حدیث متعدد اسانید سے کتب حدیث میں موجود ہے جن میں کچھ اسانید پر بعض محدثین نے کلام کیا ہے ' لیکن بقیہ ثابت روایات کے مدنظر یہ حدیث بالکل صحیح ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها ح/۱۱۴۴ اور شیخ شعیب الأرنؤوط نے صحیح ابن حبان کی تحقیق وتخریج میں بہت ہی تفصیل کے ساتھ اس حدیث کی تمام اسانید اور متون پر نہایت ہی اطمئنان بخش اور سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ واللہ اعلم۔

تعجب ہے

غور طلب بات یہ ہے کہ کتاب وسنت (قرآن وحدیث) ' سلف امت صحابہ کرام ' امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسے ائمہ عظام وغیرہ وغیرہ حتی کہ ضعیف وموضوع احادیث کی رو سے بھی ہمیں نصف شعبان یا ۱۵/شعبان کے لیے لیلة البراءة یعنی شب براءت کے نام کا تذکرہ ہی نہیں ملتا ہے۔

لیلة البراءة یعنی شب براءت کے نام کا جب دین اسلام میں تذکرہ ہی نہیں تو لوگ ایک بے اصل اور بے بنیاد نام پر کیسے رات جاگنے اور خصوصی عبادت کا اہتمام کرتے ہیں ؟

شب براءت کو جاگنا اور اس دن روزہ رکھنا

سنن ابن ماجہ میں ایک روایت ہے :

حدثنا الحسن بن علي الخلال حدثنا عبد الرزاق أنبأنا **ابن أبي سبرة** عن **إبراهيم بن محمد** عن معاوية بن عبد الله بن جعفر عن أبيه عن علي بن أبي طالب قال قال رسول الله

ﷺ :إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها، وصوموا نهارها، فإن الله ينزل فيها لغروب الشمس إلى سماء الدنيا، فيقول ألا من مستغفر لي فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألا مبتلى فأعافيه، ألا كذا ألا كذا حتى يطلع الفجر ۔

جب نصف شعبان کی شب ہو تو تم نمازوں کا اہتمام کرو، اور اس روز روزہ رکھو، کیونکہ اللہ تعالی اس شب غروب آفتاب کے ساتھ دنیوی آسمان پر نازل ہوتے ہیں، اور فرماتے ہیں، خبردار ! کوئی مغفرت کا طلبگار ہے جس کو میں بخش دوں؟ کوئی روزی کا طلبگار ہے جسے میں نواز دوں؟ کوئی بیمار ہے جسے میں صحت وعافیت دوں؟ وغیرہ وغیرہ یہ سلسلہ طلوع فجر تک جاری رہتا ہے ۔

اس حدیث کو دلیل بناتے ہوئے بعض لوگ شب براءت کو جاگتے ہیں، جب کہ اس حدیث کی سند میں أبوبكر بن عبدالله بن محمد بن أبي سَبرة بن أبي رُهْم القرشي العامري المدني نامی راوی ہے، جس کے متعلق علماء ومُحدِّثین کے بعض اقوال پیش خدمت ہیں :

☆ حنفی عالم بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ راوی ضعیف ہے۔(۱)

☆ شافعی عالم شہاب الدین بوصیری رحمہ اللہ نے کہا کہ امام احمد بن حنبل اور امام ابن مَعین رحمہما اللہ نے کہا کہ یہ راوی حدیثیں وضع (گھڑا اور بنایا) کرتا تھا۔(۲)

☆ امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ راوی متروک (جس کی احادیث نا قابل قبول) ہے۔(۳)

اس حدیث کی سند میں اور ایک راوی ہے، جس کا نام إبراهيم بن محمد بن أبي يحيى ہے حنفی عالم بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس راوی کو جمہور (اکثر علماء) نے ضعیف قرار دیا ہے۔(۴)

حنفی وشافعی علماء اور امام احمد وامام نسائی جیسے محدثین کے اقوال سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ﴿ شب براءت کی رات جاگنے اور اس دن روزہ رکھنے کی روایت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے ﴾ کیونکہ اس بات کو بیان کرنے والے حافظے کے اعتبار سے ضعیف وکمزور ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹی حدیثیں بنا کر لوگوں میں پیش کیا کرتے تھے، جب کوئی شخص لوگوں کے درمیان جھوٹا ہو تو اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا جاتا تو جو شخص رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ کہے تو اس کی بات مان کر شب براءت کو جاگنا اور اس دن روزہ رکھنا لوگ کیسے گوارا اور پسند کرتے ہیں ؟

نوٹ : راوی حدیث بیان کرنے والے شخص کو کہتے ہیں۔

---

(۱) عمدة القارى شرح صحيح البخاري، کتاب الصوم، باب صوم شعبان۔(۲) مصباح الزجاجة ، كتاب إقامة الصلاة والسنن فيها، باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان ۔(۳) سير أعلام النبلاء للذهبى ج/۷، ص/۳۳۱(۴) عمدة القارى شرح صحيح البخاري، کتاب الصوم، باب صوم شعبان۔

شب براءت کی صبح قبروں کی زیارت

جامع الترمذی کی روایت ہے :

حدثنا أحمد بن منيع حدثنا يزيد بن هارون أخبرنا **الحجاج بن أرطاة** عن **يحيى بن أبي كثير** عن عروة عن عائشة قالت فقدت رسول الله ﷺ ليلة فخرجت فإذا هو بالبقيع فقال أكنت تخافين أن يحيف الله عليك ورسوله ؟ قلت يا رسول الله ! ظننت أنك أتيت بعض نسائك فقال إن الله عز وجل ينزل ليلة النصف من شعبان إلى السماء الدنيا فيغفر لأكثر من عدد شعر غنم كلب ـ

عائشہ رضی اللہ عنہا **نے فرمایا کہ ایک رات رسول اللہ** ﷺ **مجھے نظر نہیں آ ئے ٗ نکل کر دیکھی تو بقیع (مدینہ کا قبرستان) میں پائی ٗ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات سے خوف کھا رہی تھی کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کرے گا ؟ اس پر عائشہ** رضی اللہ عنہا **نے کہا کہ میں سمجھی کہ آپ کسی اور بیوی کے پاس تشریف فرما ہیں ٗ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نصف شعبان کی شب دنیوی آسمان پر نازل ہوتے ہیں اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ مغفرت فرماتے ہیں۔**

اس حدیث کو دلیل بناتے ہوئے بعض لوگ شب براءت کی صبح قبروں کی زیارت کرتے ہیں ٗ جب کہ گزشتہ حدیث میں ليلة فخرجت **عائشہ** رضی اللہ عنہا **کے صبح کے بجائے رات میں نکلنے تذکرہ ہے۔**

شب براءت کی صبح ہو یا رات ہو اس حدیث کو دلیل بناتے ہوئے شب براءت کے موقع پر کسی بھی وقت قبروں کی زیارت خاص طور پر جائز نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ **نے جامع الترمذی ٗ** أبواب الصوم ٗ باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان **میں روایت کیا ہے ٗ اور روایت کرنے کے فوری بعد خود امام ترمذی** رحمہ اللہ **ہی نے فوری طور پر چوکنا کر دیا کہ اس حدیث کی سند میں حجاج بن ارطاۃ نامی راوی ہے ٗ اور امام بخاری** رحمہ اللہ **نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے ٗ مزید وضاحت کی کہ اس حدیث کی سند دو جگہ منقطع (ٹوٹی ہوئی) ہے کیونکہ نہ تو حجاج نے یحیی سے حدیث سنا اور نہ ہی یحیی نے عروۃ سے حدیث سنا ہے ٗ لہذا یہ حدیث غیر ثابت ہے۔**

حنفی عالم امام زیلعی رحمہ اللہ **نے اپنی کتاب** تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في تفسير الكشاف للزمخشري ٗ **سورۃ الدخان ج/۳ ص/۲۶۲ ح/۱۱۷۱ میں بھی اس حدیث کے ضعیف ہونے کی تائید کی ہے۔**

حنفی عالم بدر الدین عینی رحمہ اللہ **نے اپنی کتاب** عمدة القاری شرح صحيح البخاري ٗ **کتاب الصوم ٗ باب صوم شعبان ٗ میں اس حدیث کو غیر ثابت قرار دیا ہے۔**

نوٹ : یہ حدیث سنن ابن ماجہ میں بھی موجود ہے جس میں بھی حجاج اور یحیی موجود ہیں۔

نوٹ : ماہ شعبان میں دن خاص کیے بغیر روزہ کے علاوہ کوئی اور عبادت خصوصیت کے ساتھ ثابت نہیں ہے' بالکل اسی طرح نصف شعبان کی شب بغیر رات جاگے اور بغیر روزہ رکھے اللہ تعالی کی مغفرت کے علاوہ کوئی اور خصوصیت وفضیلت حدیث کی معتبر کتابوں میں مستند اسانید کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔

لَيْلَةٌ مُّبَارَكَةٌ ﴿ مبارک رات ﴾

اللہ تعالی نے سورہ دخان کی ابتدائی آیتوں میں ﴿ إنا أنزلناه في ليلة مباركة ﴾ مبارک رات کا تذکرہ فرمایا ہے' جس سے بعض سادہ لوح احباب کو غلط فہمی ہوتی ہے کہ یہ رات شب براءت (نصف شعبان کی رات) ہے' حالانکہ درحقیقت ایسی بات نہیں ہے' کیونکہ اللہ تعالی نے جس رات کو مبارک رات قرار دیا ہے اسی رات کے متعلق فرمایا کہ ہم نے اس رات قرآن مجید نازل فرمایا ہے اور تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن مجید نصف شعبان کی شب نہیں بلکہ ماہ رمضان ﴿ شهر رمضان الذي أنزل فيه القرآن ﴾(۱) اور لیلۃ القدر یعنی شب قدر میں نازل ہوا ہے ﴿ إنا أنزلناه في ليلة القدر ﴾ (۲) یہی قول قتادۃ رحمہما اللہ جیسے معتبر مفسرین کا بھی ہے۔(۳)

جامعہ ازہر مصر کا بھی یہی فتوی ہے۔(۴)

شب براءت کے موقع پر بعض شرعی مخالفتیں

شب براءت کے موقع پر خصوصا جاگنا' نمازوں کا اہتمام کرنا' روزہ رکھنا' اور قبروں کی زیارت کرنا وغیرہ وغیرہ جیسے کاموں کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے' بلکہ یہ کام اور ان جیسے کام شریعت کی نظر میں بدعت کہلاتے ہیں' اور بدعت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

☆ (دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے' اور (بلا کسی تفریق بدعت حسنہ وسیئہ) ہر بدعت گمراہی ہے' اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔(۵)

☆ جو کوئی ہمارے اس دین میں نیا کام ایجاد کرے جس کا دین سے کوئی تعلق نہ ہو تو (قابل قبول نہیں بلکہ قابل) رد ہے۔(۶)

☆ جو کوئی ہماری شریعت وسنت کے مخالف عمل کرے تو وہ عمل (اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں بلکہ) مردود ہے۔(۷)

---

(۱) سورۃ البقرۃ/۱۸۵۔ (۲) سورۃ القدر/۱۔ (۳) تفسیر طبری وتفسیر ابن کثیر۔ (۴) (فتاوی می ۱۹۹۷ء ومجلۃ الأزہر ۲/۵۱۵' و۳/۵۰۱ ومجلۃ الإسلام شمارہ ۳۵و۳۶) (۵) صحیح مسلم بروایت جابر رضي الله عنه (۲) صحیح بخاری وصحیح مسلم بروایت عائشہ رضي الله عنها (۳) صحیح مسلم بروایت عائشہ رضي الله عنها۔

☆لوگ بدعت کو حسنہ سمجھنے لگیں تب بھی ہر بدعت گمراہی ہے۔(۱)

بعض لوگ شب براءت کے موقع پر رات بھر جاگنے کے بعد فجر کی نماز سے فارغ ہو کر کھڑے ہو تے ہیں اور اجتماعی شکل میں سلام پڑھتے ہیں، جب کہ صحابہ کرام، ائمہ عظام جیسے سلف صالحین سے کسی بھی موقع پر اجتماعی شکل میں سلام کی صورت ثابت نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنے لیے صحابہ کے کھڑے رہنے کو ناپسند کیا کرتے تھے(۲)

شب براءت کے موقع پر مساجد کے لیے اہتمام کے ساتھ زائد روشنی کی جاتی ہے، جب کہ شریعت اسلامیہ میں کوئی بھی ایسی دینی مناسبت نہیں جس میں کبھی رسول اللہ ﷺ یا خلفاء وصحابہ نے معمول سے زائد روشنی کی ہو، مزید تفصیل کے لیے صفحہ نمبر ۱۱-۱۲ ملاحظہ فرمائیں۔

شب براءت کے موقع پر بعض لوگ راتوں میں جلسوں کا اہتمام کرتے ہیں لیکن فجر کی فرض نماز سے غفلت برتتے ہیں، مزید تفصیل کے لیے صفحہ نمبر ۱۲ ملاحظہ فرمائیں۔

شب براءت کے موقع پر راستے روک کر جلسے منائے جاتے ہیں، اور مختلف لوگوں کو تکلیف دی جاتی ہے، مزید تفصیل کے لیے صفحہ نمبر ۱۳ ملاحظہ فرمائیں۔

---

(۱) المدخل إلى السنن الكبرى للبيهقي باب من له الفتوى والحكم، والسنة لمحمد بن نصر المروزي رقم الأثر ٦٧، والإبانة عن شريعة الفرقة الناجية ومجانبة الفرق المذمومة لابن بطة العكبري، باب ما أمر به من التمسك بالسنة والجماعة والأخذ بها وفضل من لزمها، و شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي، سياق ما روي عن النبي ﷺ في الحث على التمسك بالكتاب والسنة وعن الصحابة والتابعين ومن بعدهم والخالفين لهم من علماء الأمة رضي الله عنهم أجمعين، و علم أصول البدعة لعلي الحلبي الأثري **وغيرہ بقول ابن عمر** رضی اللہ عنہما **بسند صحیح۔** (۲)جامع الترمذي، كتاب الأدب، باب كراهية قيام الرجل للرجل، **بروایت انس** رضی اللہ عنہ، **بسند صحیح۔**

فہرست مصادر ومراجع

قرآن مجید

کتب تفسیر

تفسیر طبری، تفسیر قرطبی، تفسیر ابن کثیر۔

کتب حدیث

صحیح البخاری، صحیح مسلم، جامع الترمذی، سنن ابی داود، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مسند احمد، مسند البزار، صحیح ابن حبان، المعجم الکبیر والمعجم الأوسط للطبرانی، مصنف ابن ابی شیبہ۔

کتب شروح حدیث

فتح الباری لابن حجر، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج للنووی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للعینی، مصباح الزجاجۃ للبوصیری، المدخل إلى السنن الكبرى للبيهقي، مرقاة المصابيح شرح مشكاة المصابيح لملا على القاري۔

کتب عقیدہ

الباعث على إنكار البدع والحوادث لأبي شامة، السنة لمحمد بن نصر المروزي، الإبانة عن شريعة الفرقة الناجية ومجانبة الفرق المذمومة لابن بطة العكبري، شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي، علم أصول البدعة لعلي الحلبي الأثري، شعب الإيمان للبهقي، السیف المسلول علی من سب الرسول لتقی الدین سبکی، المدخل لابن الحاج المالکی۔

کتب فقہ

مواہب الجلیل لشرح مختصر الخلیل للحطاب رعینی۔

کتب تخریج وعلل

المنار المنيف في الصحيح والضعيف لابن القيم، فيض القدير شرح الجامع الصغير لمحمد عبد الرؤوف المناوي، العلل للدارقطنی، علل ابن ابی حاتم، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للألبانی۔

کتب ماہ رجب وشعبان

لطائف المعارف فی ما لمواسم العام من الوظائف لابن رجب، تبيين العجب بما ورد في شهر رجب لابن حجر، أداء ما وجب من بيان وضع الوضاعين فى رجب لابن دحية، حکم صوم رجب وشعبان لابن العطار، الأدب فی رجب لملا علی قاری۔

کتب سیرت وتراجم

التاریخ الکبیر للبخاری، سیرت ابن ہشام، زاد المعاد لابن قیم، سیر اعلام النبلاء للذہبی ۔

Mah -e- Rajab
And
Shab -e- Meraj
with
Mah -e- Shabaan
And
Shab -e- Bara'at